کیا اپوزیشن یہ موقع گنوا رہی ہے

ملک میں جو صورت حال ہے اسے قابل اطمینان نہیں کہا جا سکتا۔ انتخابی نتائج کے بعد اپوزیشن نے بھی راحت کی سانس لی تھی اور عوام و خواص نے بھی اطمینان محسوس کیا تھا کہ موجودہ حکومت بی جے پی یا مودی کی حکومت نہیں بلکہ این ڈی اے حکومت ہوگی۔ کمزور حکومت ہوگی۔ دو بیساکھیوں پر مودی کو انحصار کرنا پڑے گا، لیکن دو بیساکھیاں چندرا بابو نائیڈو اور نتیش کمار جن پر تکیہ تھا وہ پتے بہت جلد ہوا دینے لگے۔ نتیش کمار کا کردار تو بہت ہی خوشامدانہ نظر آیا۔

عبدالعزیز

اپوزیشن پارٹیوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے وزیر اعظم نریندر مودی نے ہر طرح کے حربے اور وسائل و ذرائع استعمال کئے۔ اپوزیشن پارٹیوں کے لیڈروں کو ہر طرح سے ستانے اور پابند سلاسل کرنے میں کوئی کمی نہیں کی۔ دو وزرائے اعلیٰ انتخاب سے پہلے ہی سلاخوں کے پیچھے کر دیئے گئے۔ کانگریس کا بینک اکاؤنٹ بھی منجمد کر دیا گیا۔ الیکشن کے دوران نریندر مودی ”ہندو مسلمان“ کرتے رہے، نفرت کا بازار بھی گرم کرتے رہے اور اس قدر زبان و بیان کے لحاظ سے نیچے اتر آئے کہ غیر تو غیر اپنے بھی حیرت کرتے رہے۔ انتخاب کے سارے ضابطے توڑتے رہے مگر الیکشن کمشنر نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔ اپوزیشن پارٹیوں کی طرف سے چار سو سے زائد شکایتوں پر کوئی توجہ نہیں دی۔ ان سب کے باوجود اپوزیشن پارٹیوں کا ’انڈیا‘ اتحاد نے غیر معمولی کوششیں الیکشن میں کیں، ساتھ ساتھ عوام نے بھی اپوزیشن پارٹیوں کا ساتھ دیا۔ دستور ہند اور ریزرویشن کو بچانے کی کوششوں میں کوئی کمی نہیں کی۔ یہ کہنا بھی غلط نہ ہوگا کہ الیکشن کی لڑائی میں عوام کا کردار قابل تعریف تھا۔ عوام نے کھل کر آمریت، فسطائیت اور نفرت کو ختم کرنے میں اپوزیشن کا بھرپور ساتھ دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دو نعرے ”اپوزیشن مکت بھارت‘ اور ”کانگریس مکت بھارت‘ دھرے کے دھرے رہ گئے۔ انڈیا اتحاد کو 234 سیٹوں پر کامیابی ہوئی۔ مودی کی بی جے پی کو 240 سیٹوں پر سمٹنا پڑا۔ اکثریت حاصل کرنے سے بی جے پی محروم رہے۔

اس وقت ملک میں جو صورت حال ہے اسے قابل اطمینان نہیں کہا جا سکتا۔ انتخابی نتائج کے بعد اپوزیشن نے بھی راحت کی سانس لی تھی اور عوام و خواص نے بھی اطمینان محسوس کیا تھا کہ موجودہ حکومت بی جے پی یا مودی حکومت کی نہیں بلکہ این ڈی اے حکومت ہوگی۔ کمزور حکومت ہوگی۔ دو بیساکھیوں پر مودی کو انحصار کرنا پڑے گا، لیکن دو بیساکھیاں چندر بابو نائیڈو اور نتیش کمار جن پر تکیہ تھا وہ پتے بہت جلد ہوا دینے لگے۔ نتیش کمار کا کردار تو بہت ہی خوشامدانہ نظر آیا۔ وہ اپنے بیانوں میں اور مودی کے سامنے جھکنے اور رینگنے میں عجیب و غریب انداز دکھاتے رہے۔ مودی کے پیر بھی چھونے لگے اور مودی کے سامنے یہ کہنے لگے کہ ”اپوزیشن کے لوگ اس بار تو بہت سی سیٹوں پر کامیاب ہوگئے لیکن دوسری بار اتنی بھی سیٹیں حاصل نہیں کر سکیں گے۔ سب پر ہار جائیں گے۔ یہ سب خواہ مخواہ کی بکواس کرتے ہیں۔ آپ ہی پھر کامیاب ہوں گے“۔ جہاں تک چندر بابو نائیڈو کے کردار کی بات ہے۔ انہوں نے کسی قسم کا بیان بھی نہیں دیا مگر اپنی پارٹی کے لئے کسی بڑی وزارت کا مطالبہ بھی نہیں کیا جو معمولی قسم کی دو وزارتیں ملیں اس پر اکتفا کیا۔

عام طور پر یہ سمجھا جا رہا تھا کہ لوک سبھا کے اسپیکر کا جب انتخاب ہوگا تو چندر بابو نائیڈو اپنی پارٹی کے لئے اسپیکر کا پوسٹ مانگنے میں کسی کمزوری کا مظاہرہ نہیں کریں گے۔ اب تک کی جو خبر ہے اس سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ چندر بابو نائیڈو بھی شاید ہی اسپیکر کے عہدے کے لئے اصرار کریں۔ معاملہ یہ بھی ہے کہ نائیڈو اور نتیش اگر مل کر آواز نہیں اٹھائیں گے تو کسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے اس کا وزن مسٹر مودی دینے کے لئے تیار نہیں کیونکہ کسی ایک کے الگ ہونے سے حکومت گرنے سے بچی رہے گی لیکن اگر دونوں الگ ہو جاتے ہیں تو این ڈی اے کے ممبروں کی تعداد 264 ہو جائے گی یعنی اکثریت سے 8 سیٹیں کم ہو جائیں گی۔ ایسا بھی لگتا ہے کہ مودی اور شاہ نائیڈو اور نتیش میں اتحاد کی جگہ تفرقہ پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ غالباً یہ دونوں کام دونوں کے لئے شروع کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے دونوں بیساکھیوں میں کمزوری نظر آ رہی ہے۔

جب اٹل بہاری واجپئی کی حکومت قائم ہوئی تھی تو چندر بابو نائیڈو کی پارٹی تیلگو دیشم اٹل بہاری واجپئی کی حکومت کی حمایت کر رہی تھی۔ حمایت کے بدلے چندر بابو نائیڈو نے اسپیکر کی پوسٹ اپنی پارٹی کے لئے مانگی تھی واجپئی جی نے ان کی مانگ کو مان لیا تھا۔ لوک سبھا کا اسپیکر تیلگو دیشم کا تھا۔ واجپئی کی پہلی بار حکومت اسپیکر کے فیصلے کی وجہ سے ایک ووٹ سے گر گئی تھی۔ چندر بابو نائیڈو کو اسپیکر کا مرتبہ و مقام اچھی طرح سے معلوم ہے کہ وہ کیا کر سکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ مودی اور شاہ دوسری پارٹیوں کو تقسیم کرنے، ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپوزیشن کی حکومتوں کو بھی چین سے رہنے نہیں دیتے، اسے بھی توڑنے اور گرانے کی ہر طرح کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ آٹھ، دس حکومتیں مودی اور شاہ گرا چکے ہیں اور کئی پارٹیوں کو تقسیم بھی کر چکے ہیں۔ اگر لوک سبھا میں اسپیکر کا عہدہ بی جے پی کے کسی فرد کا ہوگا تو مودی اور شاہ کو نائیڈو اور نتیش کی پارٹیوں کو توڑنے میں اور توڑ کر ان پارٹیوں کے ممبران کو اپنی پارٹی میں ملانے میں ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اگر مودی اور شاہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو جاتے ہیں، نائیڈو اور نتیش مات کھا جاتے ہیں تو مودی کی 2014ء اور 2019ء میں جو پوزیشن تھی اس کی واپسی ہو جائے گی۔

یہ کہا جا رہا تھا کہ بی جے پی کی سیٹوں میں جب کمی آئے گی اور مودی میجک ناکامی سے ہمکنار ہوگی تو بی جے پی کے اندر سے مودی کے خلاف آواز اٹھے گی۔ ایسا کچھ ہوا نہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ بتائی جاتی ہے کہ انتخابی نتائج کے بعد نریندر مودی نے بی جے پی کی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ ہی منعقد نہیں کرائی۔ مودی کو بھی شبہ تھا کہ پارلیمانی پارٹی میں بھی ان کے خلاف آواز بلند ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو انھوں نے بی جے پی کی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ نہیں بلائی۔ طریقہ یہ ہوتا ہے کہ پہلے اپنی پارٹی میں لیڈر چنا جاتا ہے۔ پھر کوئی سیاسی اتحاد ہوتا ہے تو اس کی میٹنگ میں لیڈر کا انتخاب ہوتا ہے۔ مودی جی نے مصلحتاً این ڈی اے کے ممبران پارلیمنٹ کی میٹنگ بلائی اور اس میں لیڈر منتخب ہو گئے۔ اپنی پارٹی کی میٹنگ بلانے سے پرہیز کیا۔ بی جے پی کے اندر سے تو مودی کے خلاف آواز بلند نہیں ہوئی لیکن اتحادی پارٹیوں کی طرف سے مودی کے خلاف آواز ضرور اٹھنی شروع ہو گئی ہے۔ مخالفت کی پہلی آواز این سی پی (اجیت پوار) کے لئے لیڈر پرفل پٹیل کی طرف سے بلند ہوئی۔ ان کی پارٹی کو وزیر مملکت کا عہدہ دیا جا رہا تھا انھوں نے یہ عہدہ لینے سے انکار کیا اور کہا کہ وہ کابینہ کے وزیر رہ چکے ہیں، وزیر مملکت کی وزارت نہیں لیں گے۔ مہاراشٹر ہی سے شیوسینا (شنڈے) کے لیڈر اور وزیر اعلیٰ مہاراشٹر ایکناتھ شندے نے مودی کے خلاف پہلی بات تو یہ کہی کہ این ڈی اے میں جس پارٹی کا ایک ممبر پارلیمنٹ ہے اسے کابینہ درجے کی وزارت دی گئی اور ان کی پارٹی کے سات ممبران پارلیمنٹ ہیں ان کو وزیر مملکت کا عہدہ سونپا جا رہا ہے جو سراسر ناانصافی ہے۔ دوسری بات انھوں نے یہ کہی کہ این ڈی اے کی ہار چار سو پار کے غلط نعروں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ مہاراشٹر میں این ڈی اے کی زبردست ہار ہوئی ہے جس کی وجہ سے مہاراشٹر کی حکومت میں اور مہاراشٹر میں این ڈی اے کی پارٹیوں میں کھلبلی مچی ہوئی ہے۔ مہاراشٹر کے نائب وزیر اعلیٰ دیوندر فڈنویس مہاراشٹر میں این ڈی اے کی ہار کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے استعفیٰ تک کی پیش کش کی ہے۔ اجیت پوار کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ وہ این ڈی اے میں گھٹن محسوس کرنے لگے ہیں ممکن ہے وہ این ڈی اے سے الگ ہو جائیں۔ مہاراشٹر میں تین مہینے بعد اسمبلی کا الیکشن ہے۔ ’مہا وکاس اگھاڑی‘ جس میں کانگریس، این سی پی (شرد پوار) اور شیوسینا (اودھو ٹھاکرے) جیسی پارٹیاں شامل ہیں۔ مہا وکاس اگھاڑی اگر متحد رہتی ہے اور اپنی جدوجہد میں کمی نہیں کرتی ہے تو اسمبلی الیکشن میں بھی لوک سبھا کے الیکشن کی طرح بڑی کامیابی حاصل کر سکتی ہے۔

مودی جی کے لئے اپنی پارٹی کے اندر سے تو آواز نہیں اٹھی لیکن جو ان کی مدر آرگنائزیشن ہے آر ایس ایس اس کے سنچالک موہن بھاگوت کی طرف سے نریندر مودی کے خلاف سخت قسم کی آواز بلند ہوئی ہے۔ شری بھاگوت نے مودی کو اپنے بیان میں گھمنڈی اور مغرور تک کہا اور بتایا کہ سیوک (خدمت گزار) گھمنڈی نہیں ہوتا۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ الیکشن کے دوران بہت ہی پست درجے کی زبان استعمال کی گئی۔ ان کا اشارہ مودی کے بیانوں کی طرف تھا۔ مودی نے الیکشن کے دوران سڑک چھاپ تقریروں اور بیانات سے کام لیا۔ اس پر موہن بھاگوت نے کھل کر اعتراض کیا ہے۔ یہ بھی کہا کہ الیکشن جنگ نہیں ہوا کرتی۔ اپوزیشن کے لوگ دشمن نہیں حریف ہوتے ہیں۔ خلاف توقع موہن بھاگوت نے ہر طبقے کا احترام، ایک ساتھ رہنے اور تکثیریت کی عزت کی بات بھی کی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ مسلمان گھس پیٹھیا (درانداز) نہیں بلکہ بھائی ہیں۔ مودی نے اپنی ایک تقریر میں مسلمانوں کو درانداز اور زیادہ بچے پیدا کرنے والا کہا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ کانگریس کی سربراہی میں اگر اتحاد کامیاب ہوتا ہے تو عورتوں کے منگل سوتر کو بھی چھین کر مسلمانوں کے سپرد کر دیا جائے گا۔ موہن بھاگوت نے منی پور جو ایک سال سے خونریز فسادات کا شکار ہے۔ فساد کی وجہ سے منی پور جل رہا ہے اس کا بھی انھوں نے تذکرہ کیا۔ اس کے بارے میں یہ بات صحیح کہی جا رہی ہے کہ موہن بھاگوت نے تو ایک سال تک خاموشی برتی لیکن ایک سال کے بعد مودی پر حملہ کرنے کے لئے منہ کھولا۔ آر ایس ایس کے ایک بڑے لیڈر اندریش کمار نے بھی کم و بیش موہن بھاگوت کی طرح ہی مودی کے خلاف اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ آر ایس ایس کے ترجمان ’آرگنائزر‘ کے ایڈیٹر رتن شاردا نے آرگنائزر کے ایک مضمون میں مودی کے غرور و گھمنڈ کے بارے میں لکھا ہے کہ مودی اس خوش فہمی میں ہیں کہ وہ بہت بڑے سیاست داں ہیں اور آر ایس ایس کے لوگ سیاست میں ناتجربہ کار ہیں۔

عام طور پر اس سلسلے میں دو باتیں کہی جا رہی ہیں۔ جو لوگ آر ایس ایس اور بی جے پی کے رفو گر ہیں اور اندھ بھکت ہیں وہ چاہے پڑھے لکھے ہوں یا جاہل ہوں شری موہن بھاگوت کی باتوں کو مودی کے خلاف کہنے کے بجائے یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ موہن بھاگوت نے عام لوگوں کے بارے میں نصیحت کی ہے۔ اندھ بھکت رتن شاردا اور اندریش کمار کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اس طرح کی باتیں کہہ رہے ہیں۔ اور یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ عین الیکشن کے دوران بی جے پی کے صدر جے پی نڈا نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ ”بی جے پی جب کمزور تھی تو اس وقت آر ایس ایس کی ضرورت محسوس کرتی تھی لیکن اب بی جے پی مضبوط ہوگئی ہے وہ اپنا کام خود انجام دے لیتی ہے۔ اب آر ایس ایس کی ضرورت نہیں ہے“۔

موہن بھاگوت نے بند کمرے میں یوپی کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ سے بھی بات چیت گورکھپور میں جا کر کی ہے۔ ان چیزوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ آر ایس ایس موجودہ صورت حال کے بارے میں مطمئن نہیں ہے لیکن آر ایس ایس میں اس قدر مضبوطی یا طاقت نہیں ہے کہ مودی کی جگہ بی جے پی کے کسی دوسرے شخص کو وزیر اعظم کی کرسی پر بٹھا سکے۔

الیکشن کے نتائج سے جو بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ہندستانی ووٹروں نے اپنے کردار سے یہ اجاگر کیا ہے کہ انھیں کم اہمیت نہیں دینا چاہئے۔ وہ گھر کی مرغی دال برابر نہیں ہیں۔ وہ حکومتوں کو بدل سکتے ہیں اور اپوزیشن کو مضبوط کر سکتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اپوزیشن اپنے آپ پر نہ فخر کرے اور نہ ہی انتخابی نتائج سے مطمئن ہو۔ ابھی سخت جدوجہد کا دور باقی ہے۔

azizabdul03@gmail.com

بڑی کٹھن ہے ڈگر پنگھٹ کی

اپوزیشن پارٹیاں اس وقت نیٹ کے امتحان کو لے کر حکمراں جماعت اور اس کے نئے وزیروں کو کٹہرے میں کھڑا کر رہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ گزشتہ دس سالوں میں زیادہ تر وزراء جو آج بھی ان متعلقہ وزارتوں کے نگراں ہیں پہلے سے ہی یہی ذمہ داریاں نبھا رہے تھے۔ آج کے حالات میں ان وزیروں پر نکتہ چینی کی جا رہی ہے اور اگر ایسا نہیں بھی ہے تو اس صورت حال کو گزشتہ دس سال کی پالیسیوں کا حصہ ہی قرار دیا جائے گا۔ کئی حلقوں میں یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ یہ وزیر اپنے موجودہ قلمدانوں میں تبدیلی چاہتے تھے اور ان کو اندازہ تھا کہ ماضی کے فیصلے ان کو حکومت کی تیسری میقات میں پریشان کریں گے اور ان کا تعاقب کریں گے۔

اٹھارویں لوک سبھا کے ممبران پارلیمنٹ کی حلف برداری سے قبل اس وقت جو سیاسی صورت حال ہے اس نے حکمراں جماعتوں اور محاذ کو امتحان میں ڈال دیا ہے۔ یہ صورت حال اچانک پیدا نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی غیر متوقع ہے۔ نیٹ معاملہ پر پورے ملک میں احتجاجوں کا دور چل رہا ہے اور مختلف ریاستوں کی راجدھانی اور بڑے شہروں میں طلبا نتائج کو منسوخ کرنے اور امتحانات کے انعقاد کو لے کر سنگین سوالات اٹھا رہے ہیں۔ پیر کو پارلیمنٹ کا اجلاس شروع ہونا ہے جس میں سب سے پہلے ممبران پارلیمنٹ کی حلف برداری ہوگی اور اس سے قبل ایک پروٹیم اسپیکر کا انتخاب کرنا ہے جو کہ ان تمام ممبران پارلیمنٹ کو حلف دلا سکے۔ اگرچہ پروٹیم اسپیکر کا انتخاب عارضی ذمہ داریوں کے لیے ہوتا ہے مگر جس طرح کی سیاسی قیاس آرائیاں کی جا رہی ہیں ان سے اندازہ لگایا جا رہا ہے کہ اس مرحلے میں بھی اپوزیشن پارٹیاں حکمراں محاذ کو آسانی سے جانے نہیں دیں گے۔

اپوزیشن پارٹیاں اس وقت نیٹ کے امتحانات کو لے کر حکمراں جماعت کے نئے وزیروں کو کٹہرے میں کھڑا کر رہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ گزشتہ دس سالوں میں یہ تمام وزراء جو آج تک ان متعلقہ وزارتوں کی نگراں ہیں پہلے ہی یہی ذمہ داریاں نبھا رہے تھے۔ آج کے حالات میں ان وزیروں پر نکتہ چینی کی جا رہی ہے۔ کئی حلقوں میں یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ یہ وزیر اپنے موجودہ قلمدانوں میں تبدیلی چاہتے تھے اور ان کو اندازہ تھا کہ ماضی کے فیصلے ان کو مودی حکومت کی تیسری میقات میں پریشان کریں گے اور ان کا تعاقب کریں گے۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ پارلیمنٹ میں حکمراں جماعت بی جے پی جو کہ مسلسل دس سال سے ہر میدان میں ہر سطح پر سیاہ و سفید کے مالک رہی ہے اور تیسری میقات میں کس طرح کس اعتماد کے ساتھ ان مسائل کا سامنا کرے گی جن کے بارے میں اپوزیشن کا کہنا ہے کہ یہ مسائل مودی سرکار کی گزشتہ دو میقات کی پالیسیوں اور لاپروائیوں کا نتیجہ ہیں۔ اگرچہ صدر جمہوریہ ہند نے اعلان کیا ہے کہ پروٹیم اسپیکر کے عہدے پر اوڈیشہ کے کٹک پارلیمانی حلقے کے ایم پی بھرتو ہاری مہتاب فائز ہوں گے۔

مبصرین اور ناقدین اس فیصلے کو ہی ماضی کی آئینی روایات کے برخلاف سمجھتے ہیں۔ ناقدین کا کہنا ہے کہ 2014 میں اور 2024 کے حالات میں زبردست فرق ہے اور سرکار کو کوئی بھی فیصلہ لیتے وقت ان نکات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ بی جے پی جو کہ از خود تمام فیصلے لے رہی ہے اس کو ایوان زیریں یعنی لوک سبھا میں مکمل اکثریت حاصل نہیں ہے اور صرف اس کے پاس 240 ممبران ہیں جبکہ اسے 272 کا ہندسہ پورا کرنا چاہیے تھا۔ بی جے پی کے پاس 32 پارلیمان کی کمی ہے اور اپوزیشن اتحاد کے پاس 234 ممبران ہیں۔ اپوزیشن پارٹیوں کا کہنا ہے کہ ایسے حالات میں اپوزیشن کی طرف سے تجویز کردہ نام پر غور کرنا چاہیے تھا۔ سرکار کو اپوزیشن اتحاد کی تجاویز کو ایسے حالات میں نظر انداز کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ کانگریس پارٹی اپنی تجویز کردہ ممبر پارلیمنٹ کے سریش کو پروٹیم اسپیکر بنانا چاہتی تھی۔ کانگریس کا کہنا ہے کہ بی جے پی اس معاملہ میں تعصب کی عینک لگا کر فیصلے کر رہی ہے اور کے سریش کی ذات سے بی جے پی کو اعتراض ہو سکتا ہے۔ کے سریش مہتاب کے مقابلے میں زیادہ سینئر ہیں۔ مہتاب 7 مرتبہ کے ایم پی ہیں جبکہ کے سریش 8 مرتبہ لوک سبھا کے ممبر منتخب ہوئے ہیں۔

اس دوران بی جے پی کسی حد تک نئے حالات میں اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش کر رہی ہے اور پارٹی کے سینئر لیڈر اور وزیر دفاع راجناتھ سنگھ تمام سیاسی امور پر اپوزیشن اور حلیف پارٹیوں کے ساتھ مذاکرات کرنے اور کسی ایک مشترکہ اور کم از کم متصادم حکمت عملی وضع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسپیکر کے عہدے کو لے کر جو رسہ کشی مچی ہوئی ہے اس پر بھی راجناتھ سنگھ جو اپوزیشن میں بھی ایک قابل قدر اور غیر متنازع شخصیت ہیں اپنی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں تاکہ قومی سیاست میں تصادم اور کشیدگی کو کم کیا جا سکے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ پیر سے شروع ہونے والے 18ویں لوک سبھا کے پہلے دن ایوان کا موڈ کیا ہوتا ہے۔

❖

’ایکس‘ کی دنیا

@Max Chandlel - Ma

وہ فلسطینی زمین پر ایک دوزخ سے گزر رہے ہیں، ملک میں ہزاروں لوگ انصاف اور امن کے لیے ہر ہفتہ مظاہرے کر رہے ہیں۔

لیبر پارٹی ان لوگوں کو دشمن قرار دے رہی ہے۔ جبکہ گرین پارٹی ان کی حمایت کر رہی ہے۔ یہ سب لوگ قتل عام میں اپنے رول سے توجہ ہٹانے کے لیے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔

@The Times of India

بنگلہ دیش کی وزیر اعظم شیخ حسینہ سرکاری دورے پر نئی دہلی پہنچیں۔

@Live Law

اروند کجریوال کی ضمانت کی عرضی پر فیصلہ صادر کرتے ہوئے دہلی ہائی کورٹ نے کہا کہ انفورسمنٹ ڈائریکٹوریٹ نے وزیر اعلیٰ کے خلاف براہ راست شواہد فراہم کرانے میں ناکام رہی ہے۔

@Independent Urdu

آرمینا نے بھی فلسطین کو آزاد ریاست کے طور پر تسلیم کر لیا، جمعہ کو آرمینائی وزارت خارجہ نے لبنان میں کہا کہ بین الاقوامی قانون، اقوام کی مساوات اور خود مختاری کے لیے جمہوریہ آرمینائی فلسطین کو ریاست تسلیم کر لیا ہے۔

@India TV

ادھیر رنجن نے بنگال کانگریس صدر کے عہدے سے دیا استعفیٰ اور خود بتائی سچائی۔

@Doordarshan National

انڈین ریلوے نے جموں و کشمیر میں بنے سب سے اونچے پل چناب پل پر آٹھ ڈبوں کی ٹرین چلا کر تجربہ کیا ہے۔ اس غیر معمولی قدم سے کشمیر میں ریاستی اور بارامولہ کے درمیان ٹرین سروس شروع ہو جائے گی۔

@Zee News

راج پت: پی ایس سے ای او یو کی پوچھ گچھ پر بولے تیجسوی یادو۔ معاملہ کو دوسرا رخ دیا جا رہا ہے۔ جو گناہ گار ہو اس کو گرفتار کریں۔

@PALESTINE ONLINE

غزہ کے پرانے شہر میں اسرائیل کی فوج نے حملہ کر کے دو رہائشی عمارتوں کو بمباری کا نشانہ بنا کر 6 افراد کو ہلاک اور کئی کو زخمی کر دیا ہے۔ مرنے اور زخمی ہونے والوں میں زیادہ تر بچے تھے۔

@Sahara Reporters

آرمینا نے اسرائیل حماس جنگ کے دوران فلسطینی ریاست کو تسلیم کر لیا ہے۔

@Urdu Peotry

دھوپ در آئی اچانک رات کو برسات میں
اس کا چہرہ آنسوؤں میں عکس افگن ہو گیا
دل چرا کر جا رہا تھا میں دبے پاؤں مگر
چاند نکلا اور سارا شہر روشن ہو گیا
کیا کہوں دیدہ تر، یہ تو میرا چہرہ ہے
سنگ کٹ جاتے ہیں، بارش کی جہاں دھار گرے

شکیب خالد

@Naheed

نہ آ- وہ یادوں کا چڑھتا دریا
نہ فرصتوں کی اداسی برکھا
یوں ہی ذرا سی کسک ہے دل میں
جو زخم گہرا تھا بھر گیا وہ

@Urdu Shayari

کچھ حسن و عشق میں فرق نہیں، ہے بھی تو فقط رسوائی کا
تم ہو کر گوارا نہ کر سکے، ہم ہیں کہ گوارا کرتے ہیں

قمر جلال آبادی

@Yeshi Seli

اے بی سی ڈاکومینٹری جس کا نام جاسوس، زار اور خطرات Seerets and Threats Spries ہے۔

بالکل غلط اور گمراہ کن ہے۔ وزارت خارجہ حکومت ہند۔

Bar and Bench

گجرات ہائی کورٹ نے فلم مہاراج کو ریلیز کی اجازت دے دی ہے۔

@Amar Ujale

دہلی کا پانی کا بحران: پانی کے لیے آتشی کی بھوک ہڑتال، ہاہا کار کے درمیان عام آدمی پارٹی کا بڑا اقدم۔

@Rahmy Abdul

اسرائیل کی فوج نے غزہ میونسپل کے ہیڈ کوارٹر کے گراج پر بمباری کر کے کئی لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اس میں میونسپل کے کئی ملازم کی موت ہوئی ہے اور کئی گاڑیوں کو نقصان پہنچا ہے۔

@Zee Mp - Chattisgarh

بریکنگ نیوز: - بلاسپور میں ناجائز فیصلوں کے خلاف بلڈوزر کارروائی - غیر قانونی عمارتوں پر چلا بلڈوزر۔

@Rajisthan Patricka

بجلی گل ہونے سے ناراض لوگوں نے جلائی اے ای وی این ایل کی گاڑی۔

@Independent persiam

امریکی وزیر خارجہ انٹونی بلنکن نے ناٹو سکریٹری جنرل کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس میں زور دیا ہے کہ امریکہ ایران اور شمالی کوریا سے روس تک ہتھیار پہنچانے کی کسی بھی کوشش کو روکے گا۔ یہ بیان اس وقت دیا گیا ہے کہ جب روسی صدر پوتن نے شمالی کوریا کا دورہ کیا تھا۔

@Middle East Monitor

اسرائیل کے وزیر اعظم کا موقف امریکی صدر جو بائیڈن کے لیے اس لیے بہت شرمسار کرنے والا ہے، کیونکہ جناب صدر کو الیکشن سے قبل کسی بڑی کامیابی کی درکار رہے۔

ایکس پر چلنے والے ٹرینڈ قارئین کی دلچسپی کیلئے پیش کیے جا رہے ہیں

ایکسپوزر کے ذریعہ ظاہر کی گئیں آراء ان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کیلئے کسی طرح ذمہ دار نہیں